از قلم عظمیٰ ضیاء

اہم بات:

ارمانِ دل جیسے کہ کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔ لیکن اب یہ کتاب آؤٹ آف اسٹاک ہے۔ سیکنڈ ایڈیشن کا فی الحال کوئی پلین نہیں۔۔ جیسے ہی سیکنڈ ایڈیشن کا پلین بنے گا ہم آپکو انفارم کر دیں گے۔۔ یہ مکمل کتاب (ای۔بک) پیڈ ہے۔
فی الحال ہم اس کی اقساط ریڈرز کے بے انتہاء اصرار پہ رائٹر کی اجازت سے اپلوڈ کر رہے ہیں۔
امید ہے آپ کو ہماری یہ کاوش ضرور پسند آئے گی۔

نوٹ:

صرف ایستھیٹکس ناولز کو ہی اس کتاب کو آن لائن شائع کی اجازت دی گئی ہے۔ کوئی بھی سوشل میڈیا ویب کو اس ناول کو اپلوڈ کرنے کی اجازت نہیں۔۔

بحکم : مصنفہ عظمیٰ ضیاء

AESTHETICNOVELS.ONLINE
-Explore, Dream and Read

اہم اعلان!

"اس تحریر کے تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ رائٹر کی اجازت کے بغیر کاپی کرنے والے کے خلاف قانونی قارہ جوئی کی جائے گی۔"

ارمانِ دل

قسط نمبر 4

- <u>مجبوری</u>

"پینتیس ہزار۔۔اور ایک سال۔۔چار لاکھ بیس ہزار بنے۔۔چار لاکھ تو یہ ہو جائے گا۔۔باقی سیونگز۔۔۔سب ملا کر اتنا تو ہو جائے گا کہ گاڑی ارینج ہو سکے۔۔لیکن چار لاکھ کا لون تو بمشکل ہی ملے۔۔سر جواد سے؟ نہیں۔۔۔نہیں۔۔اس سے۔۔ کبھی نہیں۔۔مگر ارمان سر سے بھی تو نہیں کہہ سکتی۔۔وہ پتہ نہیں میرے بارے میں کیا سوچیں گے؟؟

"تو پھر کیا۔۔جواد سے؟؟؟" اسکا دماغ سوچ سوچ کر ماؤف ہو کر رہ گیا تھا۔

ساری رات اسکی سوچنے میں صَرف ہوئی۔وہ کبھی ایک کروٹ بدلتی تو کبھی دوسری۔۔کبھی جواد کی شرائط اسکے ذہن میں آتیں تو کبھی ثریا کی باتیں۔۔آخر ثریا کی باتیں اسکی تمام سوچوں پہ غالب آ گئیں۔وہ اٹھ بیٹھی۔اس نے ذہن میں کچھ ٹھانتے ہوئے فون اٹھایا اور اسکا نمبر ڈائل کیا۔

دوسری طرف وہ پر سکون ہو کر سویا ہوا تھا۔جوں ہی ثناء کمرے میں چائے لے کر آئی تو اس نے اسکا فون روشن ہوتا ہوا دیکھا۔

"جواد۔۔اٹھ جایئے۔۔۔فریش ہو جایئے۔۔۔" اس نے چائے کا کپ پاس پڑی ہوئی میز پر رکھا۔

"ہاں۔۔اچھا۔۔" وہ آنکھیں ملتا ہوا بمشکل اٹھ کر بیٹھا۔

"رات کو فون بج رہا تھا آپکا۔۔ابھی شاید کسی کا میسج آیا ہو گا۔"اس نے موبائل اٹھا کر اسکے ہاتھ میں پکڑایا جو میسج بیپ سے بار بار روشن ہو رہا تھا۔

"فون۔۔؟؟کس کا تھا؟؟؟" اس نے حیرانگی سے پوچھا۔

"پتہ نہیں۔۔۔دیکھا نہیں میں نے۔۔آپ چیک کر لیجئیے گا۔"

"اممم۔۔۔" اس نے آنکھیں ملتے ہوئے موبائل فون کا لاک کھولا۔"اس نے رات کے تین بجے فون کیوں کیا؟"؟وہ زیر لب خود سے بولا۔

"خیریت ہے ناجواد؟؟" وہ فکر مندی سے پوچھنے لگی۔

"ہاں۔۔خیر ہی ہے۔۔گاؤں سے چچا کا فون تھا۔چچی بیمار ہیں۔۔۔شاید اسی لئے کیا ہو ۔۔خیر۔۔۔میں پتہ کرتا ہوں۔۔۔اچھا۔۔۔رسما کو تیار کر دو۔۔۔میں فریش ہو کر آتا ہوں ۔۔۔"اس نے مسکراتے ہوئے بہانہ گڑھا اور بیڈ پر سے نیچے اترا۔

"جی۔میری طرف سے بھی پوچھیئے گا انہیں۔۔" وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

"لگتا ہے مان گئی۔۔۔"اس نے اسکا نمبر ڈائل کیا۔

"کہو کیا بات ہے؟؟؟کیوں فون کیا تھا تم نے؟؟"وہ ذرا اکڑ کر بولا تھا۔

"وہ۔۔سر۔۔۔مجھے۔۔" وہ دل پر پتھر رکھتے ہوئے مزید بولی۔"آپکی ہر شرط منظور ہے ۔۔۔" بمشکل ہی اسکے منہ سے ادا ہوا تھا۔

"لیکن۔۔" وہ کہتے ہوئے رکی۔

"لیکن؟لیکن کیا؟؟" وہ اسکی بات کو پورا جاننے کے لئے بولا۔

"مجھے۔۔کچھ۔۔پیسوں کی ضرورت ہے۔"

"ہاں۔۔کیوں نہیں۔۔ضرور۔۔ضرورت پوری کرنے کے لیئے ہی تو پیسہ ہو تا ہے۔۔اچھا لگا

تم بہت جلد سمجھ گئی۔۔" وہ فاتحانہ مسکراہٹ دیتے ہوئے بولا۔ اسکا سنا ہوا ہر طنز اسکے دل میں نشتر چبھو رہا تھا۔ اس نے اپنے زخمی دل کو بمشکل سنبھالا اور اپنا سانس بحال کرتے ہوئے فون رکھا۔

اگلے روز گھر آتے ہی سب سے پہلے اس نے اسکے ہاتھ میں ایک بھاری رقم سے بھرا لفافہ تھمایا تو اسکے چہرے پہ پھیلی بے سکونی، سکون میں تبدیل ہو گئی۔ وہ وہی ثریا تھی، جو کل تک اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھ رہی تھی مگر اب اسکی آنکھوں سے اسکے لیئے بے پناہ محبت ہی محبت ٹپک رہی تھی۔ اس نے اسے پیسے تھمائے، فریش ہوئی اور خود کبوتروں کا باجرہ ڈالنے چھت پہ آ گئی۔ پورے دن میں اک یہی وقت تھا جب وہ خود کو پر سکون اور خوش محسوس کرتی تھی ۔اس وقت، اسکا چہرہ مسکراہٹ سے بھرپور ہوتا تھا، مگر آج اسکے چہرے پہ آسودہ سی مسکان پھیلی ہوئی تھی۔

"پیسے دیتے ہی کیسے امی کے دل میں میرے لئے محبت پیدا ہو گئی؟؟؟" ڈھلتے سورج کو بغور دیکھتے ہوئے اس نے دل میں سرگوشی کی۔

اس نے پاس پڑی باجرے کی پلیٹ کو اٹھایا اور پنجرے میں موجود اپنے پرندوں کو باجرہ ڈالنے لگی۔

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور اس سے اسکے بال اور دوپٹہ اڑ رہا تھا مگر اس موسم میں وہ بے حد اداس اور الجھی ہوئی تھی۔ اسے نہ تو موسم کی دلکشی کی پرواہ تھی اور نہ ہی اس چیز کا ہوش کہ دادا جان وہاں موجود اسے بغور دیکھے جا رہے ہیں۔

"ایسا لگتا ہے جیسے محبت کو خرید اہو میں نے۔۔۔اور مجھے کسی نے۔۔۔" وہ سرد آہ بھرتے ہوئے خشک آنکھوں سے آسمان کو بغور دیکھ رہی تھی۔ "میں بھی ان پرندوں کی طرح قید

ہو گئی ہوں۔۔۔واقعی ہی آزادی بہت بڑی نعمت ہے۔۔" یہ سب سوچتے ہوئے وہ باجرے کی پلیٹ ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے پرندوں کا پنجرہ کھولنے ہی لگی تھی کہ دادا جان تیزی سے آگے بڑھے۔

"بیٹی یہ کیا کر رہی ہو تم؟؟"

"کچھ نہیں دادا جان۔۔دیکھیئے نا۔۔آزادی کتنی بڑی نعمت ہے۔۔کتنے خوش ہیں نا یہ پرندے۔۔" پرندوں کے چہچہانے کی آوازیں اسکے کانوں میں رس گھول رہی تھیں۔

"بیٹی وہ سب تو ٹھیک ہے مگر۔۔"

"اگر مگر کچھ نہیں دادا جان۔وہ۔۔دادا جان کہتے ہیں نا! آزادی کی قدر تب ہوتی ہے جب انسان قید میں ہو۔۔شاید میرے علاوہ ان کا درد بھی تو کوئی نہیں سمجھ سکتا نا!" وہ گہرے سنجیدہ لہجے میں بولی جبکہ دادا جان اس کی کیفیت کو سمجھتے ہوئے خاموشی سے اسکا چہرہ دیکھنے لگے۔ اسکا درد وہ سمجھ سکتے تھے۔وہ ہمیشہ اللہ سے یہی دعا کرتے تھے کہ اسے اسکا درد مند مل جائے۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتے پرندے ایک اڑان بھرنے کے بعد،اپنے پنجرے کی طرف واپس آنے لگے۔

"دادا جان!! یہ کیا؟؟یہ واپس کیوں آرہے ہیں؟؟" پرندوں کو واپس آتا دیکھ کر وہ ان سے بولی۔

اسکی آنکھوں میں گہری چمک سی آگئی اور ہونٹوں پہ مسکراہٹ سی پھیل گئی۔

"تم نے میری بچی یہ تو سنا ہے کہ آزادی کی قدر تب ہوتی ہے جب انسان قید میں ہو۔مگر شاید یہ نہیں جانتی کہ ہر ایک کو اپنے ٹھکانے سے بہت محبت ہوتی ہے اور سب سے بڑھ کر اس سے محبت ہوتی ہے جو رات دن اسکا خیال رکھتے ہیں۔۔۔یعنی کہ تم!" وہ مسکراتے ہوئے اسے

سمجھا رہے تھے جس پر وہ مسکراتے ہوئے کھل اٹھی۔

"چند لمحوں کے لیے تو یہ تمہارے پرندے دوست ہوا میں اڑنے کے لیے چلے تو گئے مگر تمہاری محبت ان کو کھینچ لائی۔۔" وہ دادا جان کی بات سنتے ہوئے پر جوش ہوئی۔اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک آگئی تھی۔اپنی نیلی چڑیا کو اپنے رخسار کے ساتھ لگاتے ہوئے وہ پر سکون ہوئی۔

****

اللہ اللہ کر کے صبا کی شادی کا دن قریب آپہنچا۔گھر کے صحن میں ہی ٹینٹ لگا کر شادی کی تقریب کا انتظام کیا گیا۔پورے گھر میں خوشی کے شادیانے بج رہے تھے۔اس خوشی کے بدلے کسے اپنی خوشیوں کا گلا گھونٹنا پڑا،یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔سوائے اسکے جس پہ یہ سب بیت رہی تھی۔

"اچھا دادی۔۔۔دعا کیجیے گا آج۔۔۔سب کام اچھے سے ہو جائیں۔۔۔" شادی کے دن کالے جوڑے میں ملبوس ہلکے پنک کلر کے میک اپ کے ساتھ تیار تھی۔جو اسکے حسن کو پُر رونق بنا رہا تھا۔وہ تقریباً ہر تقریب میں ہی کالے جوڑے میں پائی جاتی تھی آخر اسکا پسندیدہ رنگ جو تھا۔

"آمین۔۔۔آمین۔۔۔" وہ دلی دعائیں دیتے ہوئے کہنے لگیں۔"مسکان بیٹی۔صبا ہو گئی تیار؟؟"اس سے پہلے وہ آگے بڑھتی دادی کی بات پر جاتے جاتے رکی۔

"جی۔۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"کیسی لگ رہی ہوں میں؟؟" گڑیا جو نیلے فراک میں ملبوس تھی،بھاگتے ہوئے آئی۔اسکے

ہاتھ میں پھولوں سے بھری پلیٹ تھی، جو گرتے گرتے بچی۔

"آرام سے آرام سے۔ گر نہ جانا۔۔" دادی اسے سمجھاتے ہوئے بولیں۔ "بہت ہی خوبصورت۔۔۔ ہمیشہ کی طرح۔۔ گڑیا جیسی۔۔" وہ اسکی تعریف کرتے ہوئے مسکرائیں۔

"ارے بھئی لڑکیو! ادھر آؤ۔ مہمانوں کے پاس بیٹھو۔۔۔" ثریا اونچی آواز سے بولی۔

دونوں پھر بھی باتوں میں ہی مگن رہیں جس پہ وہ غصہ سے دوبارہ بولی۔ "نکاح ہونے والا ہے ۔۔اور تم لوگوں کی باتیں ہیں کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہیں۔۔"

اسکے انداز پہ گل کی ماں اور بہن کے چہرے پہ پریشانی کی شکنیں واضح ہونے لگیں۔

"بس۔۔۔ آ ہی رہے ہیں امی۔۔" اسکا غصے سے بھرپور لہجہ دیکھ کر دونوں کا سانس رک سا گیا۔

دونوں بھاگتے بھاگتے مہمانوں کے پاس آئیں اور انہیں ریفریشمنٹ دینے لگیں۔ کسی کو شربت چاہیئے تھا تو کسی کو جوس۔۔

"یہ زویا کہاں ہے؟؟ آئی نہیں ابھی تک؟" اب کے ثریا نے ذرا مسکراتے ہوئے اپنا موڈ خوشگوار کیا۔وہ سمجھ چکی تھی کہ مہمان اسے خوب غور سے دیکھ رہے ہیں۔

"پتہ نہیں۔۔۔" میں فون کرکے پوچھتی ہوں۔۔۔" اس نے موبائل نکالا اور اسے فون ملایا۔

"اصل میں دوست تو اِنکی ہے۔۔ لیکن میری بیٹیوں جیسی ہی ہے نا وہ۔۔۔ اس لیئے۔۔۔"

اس نے زبردستی مسکراتے ہوئے ہاجرہ سے کہا تو سیماب اور ہاجرہ دونوں مصنوعی انداز میں مسکرا دیں۔ "آپ لیجیئے نا۔۔ جوس۔۔۔ کھانا بس تیار ہی ہے۔۔ بس نکاح ہو جائے تو۔۔۔"

"ارے بہن۔۔ کوئی بات نہیں۔۔" ہاجرہ نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

گڑیا نے اشارۃً اسے مصنوعی اداکاری کرنے سے منع کیا اور نیم انداز میں مسکرانے پہ ہی اکتفا کیا۔

****

صبا میرون لباس میں ملبوس جیولری پہنے اور میک اپ کئے بیڈ پر بیٹھی مسکرا رہی تھی۔ یہ وہ دن تھا جس کا اس نے اپنے دل میں ارمان جاگنے کے بعد ہر پل انتظار کیا تھا۔ وہ بہت خوش تھی مگر اداس بھی تھی۔

"بہت پیاری لگ رہی ہیں آپ آپی۔۔۔" گڑیا اس کے قریب بیٹھتے ہوئے مسکرائی۔

"ہاں۔۔۔واقعی۔۔" زویا روم میں داخل ہوتے ہوئے بولی۔

وہ حسبِ معمول سادہ لباس میں ملبوس تھی کیونکہ وہ ہسپتال سے شارٹ لیو لے کر آئی تھی کیونکہ یہاں اسکا بے صبری سے انتظار ہو رہا تھا۔

"آگئی تم۔۔۔مل گئی فرصت؟؟" مسکان اس سے گلہ کرتے ہوئے بولی۔

"اب تمھارے گلے شروع ہو گئے۔۔۔ فکر نہ کرو تم تمھاری شادی پہ دس دن پہلے ہی آجاؤں گی۔" وہ اسے تنگ کرتے ہوئے بولی۔

"اچھا۔۔۔چپ ہی رہو تم تو۔۔۔" اس نے اسے کہنی مار کر چپ کروایا۔

"ارے واہ۔۔۔صبا۔۔کتنا جچ رہا ہے نا یہ رنگ آپ پر۔۔۔ہے نا مسکان۔۔۔" وہ صبا سے کہتے ہوئے مسکان کی طرف دیکھ کر اس سے پوچھنے لگی۔

"ہاں۔۔" مسکان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اور میرے بارے میں کیا خیال ہے؟" گڑیا شوخ اور چنچل انداز سے اسکے سامنے کسی ماڈل کی طرح پوز دیتے ہوئے سوالیہ بولی۔

"تم تو ہو ہی گڑیا۔۔۔سنڈریلا جیسی لگ رہی ہو قسم سے۔۔اتنی تعریف باقی ہے یا مونالیزا سے بھی تشبیہ دے دوں؟" وہ قہقہہ لگا کر ہنسی۔

"انشراح آپی! بس رہنے دیں آپ۔۔" اس نے اداس لہجے میں کہا۔

"آں۔۔میری پیاری۔۔" زویا نے بانہیں کھولتے ہوئے اسے اپنے ساتھ گلے لگنے کو کہا تو وہ جھٹ پٹ اسکے ساتھ لگ گئی۔

"تم، تم ہو گڑیا۔۔یہ سنڈریلا، مونالیزا کی کوئی حیثیت نہیں تمہارے سامنے۔۔اوکے۔۔"

ابھی وہ سبھی کھکھلا کر باتیں کرنے میں ہی مصروف تھیں کہ دروازے پہ دستک ہوئی۔

"آیئے! مولوی صاحب۔۔۔"باباجان اور داداجان دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے مولوی صاحب کو کمرے میں لے کر آئے۔کمرے میں موجود تمام لڑکیوں نے اپنا اپنا سر ڈھانپا اور صبا کے سر پر بھی چادر اوڑھا دی۔

اسکے منہ سے تین بار قبول ہے، قبول ہے، قبول ہے، سننا ہی تھا کہ سب کے چہرے خوشی سے جھلملا اٹھے۔ثریا کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو زارو قطار بہنے لگے۔

"مبارک ہو۔۔"

"مبارک ہو۔۔"

ہر طرف سے نکاح مبارک کی صدائیں بلند ہوئیں۔جوں ہی عابد صاحب اور داداجان باہر آئے وہاں موجود سب لوگوں نے دل کھول کر انہیں مبارکباد دی۔ سبھی مطمئن اور پر سکون تھے اور سب سے بڑھ کر ثریا بہت خوش تھی۔

"مسکان۔۔" اس سے پہلے وہ وہاں سے جاتی صبا نے اسے پیچھے سے پکارا۔

"جی۔" وہ زویا اور گڑیا کے ساتھ واپس جاتے ہوئے مڑی۔

"مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔ بیٹھو۔۔"

"اممم۔۔۔"وہ ایک نظر زویا کی طرف دیکھنے لگی اور پھر دوسری نظر گڑیا پر ڈالی۔"تم دونوں جاؤ۔۔میں آتی ہوں۔۔۔"

وہ دونوں وہاں سے گئیں تو وہ اسکے پاس آکر بیٹھی۔ "کیا ہوا؟؟"

"مسکان۔۔مجھے معاف کر دینا۔۔۔اگر کبھی میری وجہ سے تمھیں۔۔۔"وہ بات کرتے کرتے آنکھیں بھر آئی۔

"صباء؟؟؟" اس نے اسے ٹوکا۔

"کچھ نہیں ہوا کبھی آپ کی وجہ سے۔۔پلیز۔۔۔آج کے دن رونا دھونا نہیں بلکہ ہنسنا ہنسانا ہونا چاہیے نا؟"

"ہاں۔۔۔"وہ دھیما سا مسکرائی مگر اسکا دل اندر ہی اندر پریشان ہو رہا تھا۔

"تم کتنا پیار کرتی ہو نا ہم سے۔۔اور امی سے بھی۔۔"وہ تاسف سے کہتے کہتے رک گئی جس پر مسکان بھی افسردہ سی ہو گئی۔

"امی بھی بہت پیار کرتی ہیں مجھ سے۔۔بس وہ ظاہر نہیں کرتیں۔۔"اس نے بمشکل ہنستے ہوئے بات کا رخ بدلا۔"اور دیکھ لینا۔۔۔وہ دن دور نہیں۔۔جب وہ بھی سب کے سامنے اپنائیں گی مجھے۔۔" وہ مسکراتے مسکراتے سنہرے خواب بننے لگی۔

"انشاءاللہ۔۔"صباء اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے مسکرا دی۔

"اچھا۔۔اِدھر اُدھر کی باتوں کو مت سوچیئے۔۔آپ اب ذرا اپنے ان کے سپنے بنیں۔۔میں

تب تک باہر مہمانوں میں جاتی ہوں۔" اس نے شرارت بھرے لہجے میں کہا اور اسکے پاس سے اٹھ کر باہر آگئی۔

****

"میٹنگ۔۔۔میٹنگ۔۔آگ لگے اس میٹنگ کو ہی۔۔۔"حیاء غصہ سے کہتے ہوئے ناشتہ کے ٹیبل پر آبیٹھی۔

"اللہ نہ کرے۔۔"ارمان چونکا اور جلدی سے بولا۔"بہت اہم میٹنگ ہے۔۔۔بد دعائیں دینا بند کرو تم۔۔۔" وہ سخت سنجیدہ لہجے میں بولا جس پر حیاء اسے افسردہ ہو کر گھورنے لگی۔

"اوہو۔۔۔کیا مسئلہ چل رہا ہے یہاں ؟؟" حسن صاحب صبح کی سیر سے فارغ ہو کر ناشتہ کے ٹیبل کی طرف آرہے تھے۔

"مسئلہ کیا ہونا ہے پاپا۔۔ایک تو صبح صبح نیند خراب کر دی انہوں نے میری۔اور اب بد دعائیں دی جارہی ہیں یہاں۔۔۔"وہ سلائس کو جیم لگاتے ہوئے ایک نظر حیاء کی طرف دیکھ کر بولا تو دوسری نظر شاہ میر پر ڈالنے لگا جو حیاء کے برابر میں بیٹھا مسکرائے جارہا تھا۔

"اب تم اپنا منہ بند رکھنا۔۔" اس نے شاہ میر کو بولنے سے پہلے ہی وارن کیا جس پر شاہ میر اندر ہی اندر ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا مگر وہ کچھ نہ بولا۔وہ اندر ہی اندر گُد گُدا رہا تھا۔جس کا اندازہ بخوبی اسکے چہرے سے لگایا جاسکتا تھا۔

"بد دعائیں۔۔۔"وہ حیرانگی سے بولے۔

"جی۔۔۔" وہ ذرا نرم لہجے میں بولا۔

"تایا جان! لوگ وعدہ ہی کیوں کرتے ہیں جب پورا نہیں کرسکتے۔۔۔"اس نے غصہ سے

ارمان کو گھورا اور پھر حسن صاحب سے مخاطب ہوئی۔اس کی اس بات پر ارمان کو ہنسی آگئی تھی۔وہ کھسیانی ہنسی ہنسا۔

"اممم۔۔یہ تو واقعی بہت بری بات ہے۔۔۔" وہ اس سے ہمدردی کرنے لگے۔

"پاپا۔۔" ثناء کچن سے باہر آئی۔"یہ لیں گرم گرم چائے۔۔۔ان کی باتیں چھوڑیئے۔۔۔" اس نے چائے میز پہ رکھی اور ارمان سے التجائیہ انداز میں بولی۔"اور ارمان لے جاؤنا تم بھی دونوں کو۔۔۔"

"ٹھیک ہے آپی لے جاؤں گا۔۔۔" وہ لاپرواہی سے بولا اور کرسی سے اٹھتے ہوئے چونکا۔

"اوہ۔۔۔بیگ تو روم میں بھول آیا۔۔۔"

"بے فکر رہیئے۔۔میں لے آتی ہوں۔" حیاء مسکراتے ہوئے اس سے بولی جس پر وہ چونکا کہ ابھی تو غصے میں تھی اور ابھی کیا ہوا۔

"نہیں۔۔۔رہنے دو۔۔۔" وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

"ارمان بھائی۔۔۔" وہ مسکراتے ہوئے کرسی سے اٹھی اور اسے روکنے لگی۔"دو منٹ کی تو بات ہے۔"

"حیاء۔۔میں لے آتا ہوں۔۔۔"وہ زچ ہو کر بولا اور خود بیگ لینے چلا گیا۔

"اوکے۔۔" وہ غصہ سے منہ بسورنے لگی اور سیڑھیوں سے نیچے آگئی۔اسکے ذہن میں ایک شرارت تھی جو چاہ کر بھی وہ پوری نہ کر سکی۔

"میرے خلوص پہ شک۔۔ناقابلِ برداشت۔۔" اس نے اداسی سے منہ بناتے ہوئے کسی مشہور اداکارہ کی نقل کی تو ثناء، حسن صاحب اور شاہ میر کھکھلا کر ہنسنے لگے۔

✻✻✻✻✻✻✻✻✻

"اوہ نو۔۔۔نو بج گئے۔۔۔" وہ بستر سے اٹھی۔اس کا پہلا دھیان ہی گھڑی پر پڑا جسے دیکھتے ہوئے وہ خود کے ساتھ الجھ رہی تھی۔"اب کیا ہو گا۔۔" وہ سر پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔

"یو ایس بی۔۔یو ایس بی۔۔" وہ تیزی سے اٹھی اور یو ایس بی ڈھونڈنے لگی جس میں پریذنٹیشن کا سارا کام تھا۔"ہاں۔۔مل گئی۔۔۔" اس نے اسے دراز کے اندر سے نکالا اور اسے بیگ میں رکھا۔

"آپی۔۔اٹھ گئیں آپ؟؟" وہ کمرے میں آتے ہی بولی۔

"ہاں۔۔۔مجھے جگایا کیوں نہیں تم نے۔۔۔" وہ بے زاری سے بولی۔

"آپی۔۔۔مجھے چھٹی تھی سوچا آپ بھی کر لیں چھٹی۔مل کر آج وقت گزاریں گے۔" وہ مسکراتے ہوئے بچوں کی طرح بولی۔

"اوہ۔۔۔گڑیا۔۔۔" وہ زچ ہو کر بولی۔"کیا بچوں جیسی باتیں کر رہی ہو تم؟کالج لائف اور جاب میں بہت فرق ہوتا ہے۔کالج میں تو ہم لاڈلے ہوتے ہیں۔۔لیکن جاب میں نوکر ہوتے ہیں۔۔اپنی من مانیاں نہیں چلتیں نوکری میں سمجھی؟"

وہ جلدی جلدی بالوں میں کنگھی کرنے لگی اور پھر واش روم چلی گئی۔

"آپی۔۔۔سوری۔۔۔" وہ واش روم سے باہر آئی تو گڑیا افسردگی سے بولی۔

"اٹس۔اوکے۔۔۔" اس نے جلدی سے دوپٹہ سیٹ کیا اور بیگ اٹھاتے ہی کمرے سے باہر آئی۔

"اچھا دادی دعا کیجیے گا۔آج بہت اہم میٹینگ ہے۔" دادی چارپائی پہ بیٹھی سویٹر بُن رہی تھیں۔

دھوپ کی چمک اس کی آنکھوں میں پڑنے لگی تھی۔ جس سے اسے صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کافی لیٹ ہو چکی ہے۔

"میں تو روز ہی تمھارے لیے دعا کرتی ہوں۔۔" وہ مسکراتے ہوئے بولیں۔

"جی دادی۔۔۔" وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے جانے ہی لگی تھی کہ انہوں نے اسے پیچھے سے آواز دی۔ "ارے۔۔۔ رکو تو۔۔ ناشتہ تو کرتی جاؤ۔۔۔"

"نہیں دادی۔۔۔ پہلے ہی بہت لیٹ ہو گئی ہوں۔۔۔" وہ فوراً وہاں سے "اللہ حافظ" کہتے ہوئے چلی گئی۔

"گڑیا۔۔۔ اری او گڑیا۔۔۔" دادی واویلا مچاتے ہوئے بولیں۔

"آئی دادی۔۔۔" وہ کمرے سے باہر آتے ہوئے بولی۔ "کیا ہوا؟؟" وہ لاپرواہی سے بولی۔

"ہونا کیا ہے؟؟" وہ غصہ سے بولیں۔ "سمجھ نہیں آتی مجھے تم لوگوں کی۔۔ بیچاری بھوکی ہی گئی ہے۔۔" وہ افسوس کا اظہار کرتے ہوئے بولیں۔

"اوہو۔۔۔ صبح صبح کیا واویلا مچائے جا رہی ہیں آپ؟؟"

گڑیا تو شرمندگی سے منہ بنا کر کچن میں چلی گئی مگر ثریا صحن میں آتے ہی شروع ہو گئی۔ "اب آئے گی آپ سب کو قدر میری صباء کی۔۔"

"ثریا! قدر ہمیں سب کی ہے۔۔ نہیں ہے تو بی بی تمہیں نہیں ہے۔۔" دادی غصہ سے کہتے ہوئے اسے احساس دلا رہی تھیں مگر اسے احساس دلانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

"اوہ گڑیا۔۔۔ مجھے تو ایک چائے کی پیالی بنا دو۔۔۔" وہ قدرے خفگی سے بولیں۔

"جی۔۔ آئی۔۔۔ دادی۔۔۔" وہ کچن میں سے آواز لگاتے ہوئے تیزی سے باہر آئی۔

"یہ لیجیے گرما گرم چائے۔۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی تا کہ دادی کا غصہ تھوڑا کم ہو سکے۔

"سیکھ لو اب تم بھی کچھ۔۔" انھوں نے چائے کی پیالی اسکے ہاتھ سے لی۔"مسکان اب کمائی کرے یا گھر داری کرے۔۔۔" وہ طنز کرتے ہوئے ثریا کی طرف دیکھ کر بولیں۔

"تمھارے دادا جی بھوکے ہی گئے ہیں اور عابد بیچارہ بھی۔۔۔"وہ ترس کھا کر کہنے لگیں جبکہ گڑیا بہت سنجیدہ ہو گئی تھی۔

"ارے اماں! کب سے جتائے جا رہی ہیں۔۔بس کریں۔۔سیکھ جائے گی یہ بھی۔۔۔" وہ عاجز آ کر بولی۔

"سوری دادو۔۔آئندہ سے خیال رکھوں گی میں۔۔۔" وہ بولی تو دادی کو ذرا سکون آیا۔

"صبا سے یاد آیا کب آ رہی ہے وہ؟" انھوں نے چائے کا ایک گھونٹ بھرا اور اس سے سوالیہ انداز میں بولیں۔

"پتہ نہیں اماں۔۔کل بات ہوئی تھی میری۔کہہ رہی تھی کہ مصروف ہوں۔۔سسرال میں آئے دن مہمان آ جا رہے ہیں۔۔ایسے میں آنا مشکل ہے ذرا۔۔" اب کے اس نے سکون کا سانس لیتے ہوئے انہیں بتایا۔

"امی! وہ سب تو ٹھیک ہے۔۔مکلاوے پہ بھی آنے نہیں دیا ان لوگوں نے۔۔اور اب۔۔" گڑیا کے چہرے پہ اداسی تھی۔وہ صباء سے حد سے زیادہ اداس ہو گئی تھی۔

"میں نے تو بہت کہا اسے۔۔کہ آ جاؤ۔۔مگر۔۔" ثریا بولتے بولتے رُکی۔

"کچھ نہیں ہوتا۔۔یہ رسمیں تو ہماری اپنی بنائی ہوئی ہیں۔۔۔جو جیسے خوش رہے۔۔کوئی بات نہیں۔۔وہ اپنے گھر میں خوش ہے۔۔یہی کافی ہے ہمارے لیئے۔۔" دادی نے ذرا پیار سے دونوں کو سمجھایا تو وہ چپ کر کے رہ گئیں۔

****

"یااللہ۔۔" وہ بس اسٹاپ پر کھڑی گاڑی کا انتظار کرنے لگی۔وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ گاڑی آدھا گھنٹہ پہلے ہی جا چکی ہے۔"پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے۔۔۔" وہ موبائل پر ٹائم دیکھتے ہوئے خود سے باتیں کرنے لگی۔۔۔دھوپ کی چمک اس کی آنکھوں میں پڑنے لگی تھی ۔آخر اس نے پیدل ہی چلنا شروع کیا کہ اچانک ایک گاڑی اس کے پاس آ کر رکی۔

"آؤ۔۔بیٹھو۔۔" اس نے گاڑی کے شیشے کو نیچے کیا اور اشارۃً اس سے بولا۔اسکا پر اسرار لہجہ دیکھ کر اسے خاصی کوفت ہوئی۔

"نہیں۔۔۔میں چلی جاؤں گی۔۔" اس نے اسے نظر انداز کیا جس پر وہ فوراً بولا۔

"چلو۔۔یہ بھی صحیح ہے۔۔مگر جن کے ساتھ ڈیل ہوئی ہو انہیں نظر انداز نہیں کرتے۔ خیر مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔۔بیٹھو۔۔" اس نے اپنے ساتھ والی سیٹ پہ اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا مگر وہ بت بنی وہیں کھڑی رہی،جہاں کھڑی تھی۔

"تمہاری مرضی ہے بات سن لو گی تو تمہارا اپنا بھلا ہی ہو گا۔۔"اسکا شاطرانہ لہجہ اسے مزید اشتعال دلا گیا تھا۔وہ خود کو بمشکل ہی ضبط کر پا رہی تھی۔

اس کی بات پہ اس نے گھور کر اسے دیکھا۔چارو ناچار اسے گاڑی میں بیٹھنا ہی پڑا۔

"جی۔۔۔کہیے؟؟"اس نے خراب لہجے میں دریافت کیا۔

"یہ کس لہجہ میں بات کر رہی ہو تم؟؟"

"اسی لہجے میں مجھے آپ سے بات کرنی چاہیئے۔۔آپ کے ساتھ کمٹمنٹ اس بات پر تو نہیں ہوئی تھی کہ آپ سر عام میرا رستہ بھی روکیں گے۔۔۔" اس نے خود کے غصے کو ضبط کیا اور

تھوک نگلتے ہوئے بولی۔

"ریلیکس۔۔ دیکھو آفس میں مجھے تم نظر نہیں آئیں تو مجھے بس اسٹاپ پر آنا پڑا۔۔" وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولا۔

"تو کیا کنڈکٹر کا کام سرانجام دینے کے لیئے آئے ہیں یہاں؟ یا ڈرائیور کا؟" وہ زچ ہو کر بولی۔

"بس۔۔۔" اسکا چہرہ بھی غصہ سے لال ہو گیا۔ "بہت ہو گیا۔۔۔" اس نے گاڑی کو اسٹارٹ کیا اور ریس دیتے ہوئے گاڑی چلا دی۔

"روکیئے۔۔ گاڑی روکیئے۔۔۔" اس نے بار بار کہا جس پہ وہ بڑے سکون سے مسکرایا۔ "کیا چاہتے ہیں آپ؟"

"آج تم پریذنٹیشن نہیں دو گی۔۔۔" وہ تھوڑی دیر توقف کے بعد اہم مدعے پہ آیا۔

"کیا مطلب ہوا اس بات کا؟؟ وہ حیرانگی سے بولی۔

"تمھیں جیسا کہہ رہا ہوں ویسا کرنا تمھارا فرض ہے۔۔۔ سمجھی۔۔ اور یہ جواب دینے کی عادت نہیں مجھے۔۔۔" وہ قدرے غصے سے بولا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں ارمان کو بتا دوں گا تمہاری اصلیت۔۔۔" وہ شاطرانہ انداز میں بولا۔

"میری اصلیت؟؟" وہ پریشان ہوئی۔

"ہاں۔۔۔ یہی کہ تم نے اس سے محبت کا ڈرامہ رچانے کے لیئے مجھ سے پیسے لئے ہیں۔" وہ بلیک میل کرنے لگا۔

اسکی بات پہ اسکا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ وہ کچھ بھی بولنے سے قاصر رہی۔ مگر خود کو ہمت دیتے ہوئے، اپنا سانس بحال کرنے کے بعد وہ دوبارہ بولی۔

"میں آپ کو آپ کے پیسے جلد لوٹا دونگی مگر یہ الزام اور بلیک میلنگ۔۔۔"اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کر پاتی، وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"سوچ لو تم۔۔میرا کام کرو گی تم تو تمہاری نوکری بھی رہے گی اور تمہیں پیسے بھی نہیں لوٹانے پڑیں گے۔ سمپل۔۔اور اگر نہیں۔۔۔تو نوکری بھی جائے گی اور پیسے بھی۔۔۔" اس نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔

"تمھیں تو پتا ہے کہ یہاں نوکری ڈھونڈنا کتنی خجل خواری اور جان جوکھوں کا کام ہے۔۔اور ویسے بھی یہ تمہارے ہی الفاظ تھے کہ تمہیں میری ہر شرط منظور ہے۔" مسکان اس کی ہر بات سننے کے بعد آنکھیں بھر آئی اور چاہ کر بھی کچھ نہ بول سکی۔اس کی زبان پر تو جیسے تالے پڑ چکے تھے۔

****

"یہ تم کیا باتیں کر رہے تھے ان نک چڑھیوں سے؟" حیاء یونیورسٹی کے ہال میں کرسی پر اسے بیٹھا ہوا دیکھ کر فوراً اس کے پاس آکر بولی۔

"کن نک چڑھیوں سے؟" وہ کتاب پڑھتا ہوا رکا اور اس پر گہری نظر ڈالتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"تم بہتر سمجھتے ہو موٹے۔۔میں کن کی بات کر رہی ہوں۔۔۔" وہ زچ ہو کر بولی۔

"یہ میری فیزیک پہ بات کرنا نامناسب ہے کزن۔۔" اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اس سے التجائیہ انداز میں کہا۔کیونکہ ہال میں موجود تمام طالبات کا گروہ انکی باتیں بڑے انہماک سے سنتے ہوئے محظوظ ہو رہا تھا۔

"شاہ میر۔۔جوئنیر ہیں اسی چیز کا ہی لحاظ کر لو۔۔تم نہیں جانتے کتنی فضول لڑکیاں ہیں یہ سب۔" وہ ان لڑکیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے سمجھا رہی تھی۔

لڑکیوں نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تو شاہ میر نے اشارۃً ان سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ یہ نیم پاگل ہے۔جس پہ اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں۔وہ سمجھ گئی کہ وہ اسے کیا کہنا چاہ رہا ہے۔

"تم نے مجھے پاگل کہا؟؟" وہ چلائی۔

"ارے ن۔نن۔نہیں۔۔۔"وہ ہکلاتے ہوئے بولا۔"آہستہ۔۔" وہ ادھر ادھر دیکھ کر اسے کہنے لگا۔"میں نے ایسا کب کہا؟؟"

"واہ۔۔۔تمھاری سہیلیوں کی اصلیت سے تمھیں آگاہ کر رہی ہوں اور تم ہو کہ۔۔مجھے ہی ۔۔" وہ غصہ سے منہ پھلاتے ہوئے وہاں سے جانے لگی۔

"ارے۔۔۔رکو تو۔۔۔حیاء۔۔۔حیاء۔۔۔۔"اس کے پیچھے جاتے ہوئے وہ بار بار بولا۔

"پیچھے مت آؤ میرے۔۔۔"وہ غصے سے پیچھے مڑی اور لائبریری کی طرف چلی گئی۔

"اوہ۔۔۔گاڈ۔۔۔" وہ سر پر ہاتھ مارتے ہوئے خود کو کوسنے لگا جبکہ ارد گرد تمام سٹوڈنٹس اسکی طرف دیکھ کر ہنسنے لگے کیونکہ پوری یونیورسٹی میں صرف حیاء ہی ایسے بات کرتی تھی باقی سب تو اس پر مرتی تھیں۔

****

"کدھر گم ہو جناب؟؟دیر سے کیوں آئی ہو؟؟" آفس میں قدم رکھتے ہی انشراح نے اس سے پوچھا۔

"بس۔۔رات کو پریذنٹیشن کا کام کرتی رہی ہوں یار۔۔۔ آنکھ دیر سے کھلی۔۔۔اس نے تھکن کا اظہار کرتے ہوئے کمپیوٹر آن کیا۔

"اممم۔۔۔ناشتہ کیا؟؟" وہ اس کے سامنے موجود کرسی پہ بیٹھتے ہوئے بولی۔

"نہیں یار۔۔۔۔"یو۔ایس۔بی کو کمپیوٹر کے ساتھ لگاتے ہوئے وہ بولی۔

"کیوں؟؟"

"بس دل نہیں کیا۔۔۔"وہ بے دلی سے بولی۔

"ارے کیوں؟؟چھوڑو یہ کام۔۔۔اٹھو کافی پیتے ہیں۔" اس نے اسکے پاس کھلی فائل کو بند کیا۔

"یار۔۔۔دل نہیں چاہ رہانا۔۔۔"وہ منع کرتے ہوئے بولی۔

"ایسی کی تیسی تمہارے دل کی۔۔اٹھو۔۔۔"وہ اونچی آواز میں بولی۔

"انشراح۔۔۔"وہ اس پر گہری نظر ڈالتے ہوئے بولی۔

وہ سمجھ گئی تھی کہ اب وہ اپنی بات منوائے بغیر اسکی جان نہیں چھوڑنے والی۔

"اوکے۔۔۔اوکے۔"وہ جلدی سے کرسی پر سے اٹھی۔

"دیٹس لائک اے گڈ گرل۔۔"انشراح اس کو دیکھتے ہوئے فاتحانہ طور پر مسکرائی۔"ویسے میری ماما تو مجھے ناشتے کے بغیر آنے ہی نہیں دیتیں۔"وہ خوش ہوتے ہوئے اس کو بتارہی تھی ۔اس کی بات سن کر اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

"کیا ہوا؟؟"وہ اسکی آنکھوں میں نمی محسوس کرچکی تھی۔

"کچھ نہیں۔۔۔چلو۔۔۔کافی پینے۔۔۔"

"امم۔۔ویسے کوئی ایسی ویسی بات ہے تو تم مجھ سے ضرور شیئر کر سکتی ہو۔۔"اس نے اسے دوستانہ انداز میں کہا۔

اسی اثناء میں کاریڈور سے گزرتے ہوئے دونوں کا سامنا ارمان سے ہوا۔

"کیسی ہیں مس مسکان ؟؟"ارمان خوش دلی سے کہتے ہوئے مسکرایا۔

"جی سر۔۔اللہ کا شکر ہے۔۔"وہ ذرا کنفیوز ہوتے ہوئے بولی۔

"آپ ٹھیک تو ہیں نا؟؟"وہ اسکی ہچکچاہٹ محسوس کر چکا تھا، تبھی اس نے اپنی بات دہرائی۔

"جی۔۔وہ۔۔۔سر۔۔"وہ بات کرتے کرتے بوکھلا سی گئی۔

"جی۔۔۔جی۔۔کہئیے۔۔؟؟"اس نے اسے بغور دیکھا۔

سر۔۔میری جگہ پہ اگر مس انشراح پریذنٹیشن دے دیں۔۔۔تو؟؟دیکھیے۔۔میں نے پریذنٹیشن کا سارا کام مکمل کیا ہوا ہے۔کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔۔مس انشراح اسے بہتر طور پہ پریذنٹ کریں گی۔۔"وہ پورے وثوق سے بولی، لیکن وہ اسکی بات سن کر ہڑبڑا سا گیا۔

"آریو آل رائٹ۔۔"انشراح بھی حیران تھی کہ مسکان کو اچانک ہوا کیا؟اس نے اس بات کا ذکر اس سے تو نہیں کیا تھا۔

"امپاسبل مس مسکان۔۔آخری بیس منٹ میں انہیں کیسے دے دوں؟؟ریلیکس رہیئے پلیز ۔۔"وہ تفہیمی انداز میں بولا تو وہ چپ کر گئی۔

"جی۔۔۔"وہ ہولے سے بولی مگر پریشانی کے عالم میں اسکا دل اور دماغ دونوں ہی اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

* * * * * * * * *

"ویلکم ٹو آل آف یو۔۔ ایزیو نو دیٹ آور پراڈکٹس آر دی بیسٹ پراڈکٹ آف دا ہول مارکیٹ۔۔ اور ہوٹل کی سروسز تو آپ دیکھ ہی چکے ہیں۔۔ ہم ان سب کے ساتھ ساتھ ایک اور پراجیکٹ شروع کر رہے ہیں۔۔۔ اس کے لئے آپکی انویسٹمنٹ اور پرو پوزل ہمارے لیئے بہت ضروری ہے۔۔۔"

وہ پرامیدی سے سبھی سے مخاطب تھی۔ اب کے اس نے سکرین پر نئے ہاؤسنگ پلان کی سلائیڈز کو بریف کرنا شروع کیا۔۔ ابھی اسکی بات مکمل بھی نہیں ہو پائی تھی کہ اس کا دھیان جواد پر پڑا جو دھمکی آمیز نظروں سے اس کا تعاقب کئے جا رہا تھا۔ اور اپنے منہ پہ انگلی رکھتے ہوئے اسے تنبیہی انداز میں چپ رہنے کا اشارہ کیے جا رہا تھا۔ وہ بار بار اسے اگنور کیے جا رہی تھی۔ مگر اچانک اس پر دھیان پڑتے ہی اور اس کا غصہ والا چہرہ دیکھتے ہی وہ بوکھلا گئی۔

حسن صاحب شکیل اور انشراح سب اس کی حالت پہ پریشان تھے کیونکہ پہلی پریذنٹیشن میں اس نے کامیابی دکھائی تھی اور اب کنفیوز؟ انھیں یہ بات ہضم نہیں ہو پا رہی تھی۔

"مسکان۔۔۔" انشراح آنکھوں سے اشارہ کرتے ہوئے آہستہ سے اس کا نام لینے لگی مگر وہ سامنے کھڑی بمشکل ہی بول پا رہی تھی۔

" وی آر لانچنگ بوتیک آلونگ وِد دیز آل سو۔۔" جواد نے پھر سے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"سوری! آئی کانٹ سپیک اینی مور۔۔" وہ بوکھلا سی گئی اور کرسی پر بیٹھتے ہی دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر سر نیچے کر کے بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھیں نم ہو گئیں اور ذہن میں جواد کی کہی باتیں گردش کرنے لگیں۔ "تم نے محبت کا ڈرامہ رچانے کے لیئے مجھ سے پیسے لیئے۔۔ تم نے محبت کا ڈرامہ رچانے کے لیئے مجھ سے پیسے لیئے۔۔"

اس کے قہقہے اسکے کانوں میں زہر کی مانند سرائیت کر رہے تھے۔

"مسکان۔۔۔" انشراح ارمان کی طرف دیکھ کر فوراً اٹھی اور اس کے پاس آگئی۔ "کیا ہوا؟؟ مسکان۔ تم ٹھیک ہو۔۔" اس نے مکرر اسے پکارا۔

"میں نہیں کر پاؤں گی انشراح پلیز۔۔۔" اس کے اتنا کہنے سے ہی کانفرنس میں موجود سبھی لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"سوری حسن صاحب۔۔ ہم یہاں مَنی انوسٹ کرنے آئے ہیں ناں کہ ٹائم ویسٹ کرنے ۔۔اب کی بار ایسا مذاق ہو گا۔ ہمیں اندازہ بھی نہیں تھا۔۔" باری باری سب لوگ سیخ پا ہو کر کانفرنس روم سے باہر چلے گئے۔

جبکہ مسکان ویسی کی ویسی سر اوندھے ہاتھوں کو سر پر رکھے ہوئے منہ کو چھپا کر بیٹھی رہی ۔گہری نظروں سے اسکا تعاقب کرتا جواد اسکے اس انداز پہ شاطرانہ مسکراہٹ دینے لگا۔

"واہ۔۔۔لڑکی۔۔۔واہ۔۔۔کیا عمدہ کام کیا تم نے۔۔۔ تمہیں تو ایکٹریس ہونا چاہیئے۔۔" وہ دل ہی دل میں اسے سراہتے ہوئے مسکرایا۔

حسن صاحب اور ارمان دونوں فوراً سے ان کے پیچھے گئے۔ اور ان سب سے معذرت کی۔ کئی عذر پیش کئے، تب جا کر کہیں وہ لوگ راضی ہوئے کہ کل کی میٹنگ میں صرف ایم ڈی اور فنانسر کو ہی بھیجیں گے۔

وہ لوگ تو راضی ہو گئے مگر ارمان کا غصہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ اسے مسکان سے اس سب کی امید جو نہیں تھی۔ یہ تو حسن صاحب نے معاملہ سنبھالا تھا، ورنہ پتہ نہیں کیا ہو جاتا۔

"جانتی ہو کیا کیا تم نے؟؟ آخر مسئلہ کیا ہوا ہے؟؟" وہ بے چینی سے پوچھتے ہوئے اس کے قریب کرسی پر آ کر بیٹھ گئی۔

"مسکان؟ میری جان۔۔کانپ کیوں رہی ہو تم؟" وہ پوری طرح سے کانپ رہی تھی، تبھی انشراح نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اسے اپنے مضبوط سہارے کا احساس دلایا۔

"کچھ نہیں۔۔۔کچھ مت پوچھو مجھ سے۔۔۔" وہ کانپتے ہوئے بولی جس سے اسکے سر پہ موجود دوپٹہ اسکے کندھوں پہ آ گرا۔

"ہاں۔۔ٹھیک کہہ رہی ہیں یہ۔۔کچھ مت پوچھیئے ان سے۔۔۔" وہ غصہ سے کانفرنس روم میں داخل ہوتے ہوئے اس پہ گرجا۔

اس نے فوراً سے اپنا دوپٹہ، اپنے کانپتے ہاتھوں سے اپنے سر پہ اوڑھا۔

"اب ان کا کوئی جواب، کوئی دلیل قابل قبول نہیں ہو گی۔" اس کو اس طرح غصے میں دیکھتے ہوئے دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اسے پہلی بار دونوں نے اس قدر غصے میں دیکھا تھا۔

"کہا تھا ان سے۔۔۔مگر۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے خاموش ہو گیا۔ جبکہ وہ دونوں اس کی بات سنتی رہیں۔

"سمجھ نہیں آتا مجھے آخر ہو کیا گیا تھا۔۔۔" وہ غصے سے بولا۔

"سر۔۔میں نے پہلے ہی آپ سے کہہ دیا تھا۔۔کہ میں نہیں کر پاؤں گی۔" آخر اپنی کانپتی ہوئی آواز میں اس نے بولنے کی جسارت کی۔

"کیا؟؟" وہ حیران ہوا۔ "کیا کہہ دیا تھا آپ نے؟؟" وہ غصہ سے بولا۔ "بولیں؟؟"

اس نے بار بار سوال کیا مگر وہ چپ رہی۔ "بیس منٹ پہلے کہتی ہیں کہ میں نہیں کر سکتی۔۔کسی ڈرامے کا سین نہیں تھا کہ آپ نے کہا کہ میں ریڈی نہیں تو میں ریلیکس ہو جاؤں۔ اور نہ ہی یہ کوئی ٹیبلو تھا۔۔آپ نہیں جانتی شاید کہ کتنی امیر سمنٹ فیل ہوئی ہمیں۔۔"

"سر۔۔پلیز۔۔۔سوری۔۔میں اس کی طرف سے معذرت کرتی ہوں آپ سے۔۔۔پلیز

۔۔۔" وہ التجائیہ بولی۔
"بات معذرت کی نہیں مس انشراح۔۔۔بات تویقین کی ہے۔۔۔جو مجھے ان پر تھا۔۔۔" اس نے اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس سے کہا۔اس کی بات سن کر اس نے یکدم نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا مگر پھر شرمندگی سے نظریں جھکا لیں۔" مگر ان کو۔۔۔" اس نے مزید بولنا چاہا۔
"خیر۔۔" وہ آناًفاناًوہاں سے غائب ہوا۔
"سر۔۔۔" اس سے پہلے انشراح اس سے کوئی بات کرتی،وہ وہاں سے جا چکا تھا۔
وہ اسے روکنے کی کوشش کرتے ہوئے ناکام ہوئی مگر اس کے وہاں سے جاتے ہی،وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی،جو نگاہیں جھکائے مایوسی سے کھڑی تھی۔
"مسکان؟ کچھ بولو گی بھی کہ نہیں؟؟؟"
جواباًاس نے اپنا بیگ اٹھایا اور آگے بڑھتے ہوئے،وہاں سے نکل گئی۔" مسکان۔۔۔رکو۔۔ میری بات تو سنو۔۔رکو تو۔۔۔مسکان۔۔" جبکہ وہ اسے پکارتی ہی رہ گئی۔
انشراح شکیل کو یوں سامنے آتا دیکھ کر وہیں رک گئی۔ابھی وہ کاریڈور میں ہی تھی کہ وہ اسکے سامنے آ کھڑا ہوا۔
"ایکسکیوز می! مس مسکان! " وہ اس کے اچانک سامنے آنے پر چونکی۔"آپ آج کی پریزنٹیشن چیک کروا دیں ذرا۔۔۔" وہ اس سے مسکراتے ہوئے بولا۔
"جی۔۔۔" اس نے ماتھے پہ تیوری چڑھاتے ہوئے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔
"ہاں۔۔۔بہت مشکل سے کل کا ٹائم لیا۔۔اب پلیز کل کوئی گڑبڑ نہ ہو۔۔اس لئے۔۔۔آپ ہمیں بریف کر دیں اس بارے میں۔۔"
"جی۔۔یہ لیجئے۔۔۔" اس نے اسے یو۔ایس۔بی۔نکال کر دی۔

"ایکسکیوز فار اے منٹ۔۔ پلیز چلیئے۔۔" اس نے اسے اشارۃً اپنے ساتھ جانے کے لیئے کہا۔
"ایم۔ سوری۔" اس نے معذرت چاہی۔
"دیکھ لیجئے۔۔ ارمان سر ویسے بھی بہت غصے میں ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ آپ۔۔"
"ہاں۔۔۔ چلو۔۔۔ مسکان۔۔۔" انشراح اسکی بات سنتے ہوئے فوراً اسے آگے بڑھی اور مسکان کو اسکے ساتھ جانے کے لئے بولا جس پہ جواباً شکیل مسکرا دیا۔

****

"مجبوریاں، بے بسیاں اگر نہ ہوں تو زندگی کتنی حسین لگے نا۔۔۔ میری زندگی بھی کیا ہے ؟؟؟" وہ ستاروں کے جھرمٹ کو دیکھتے ہوئے خود سے بولی۔ " اپنی زندگی کی داستان شیئر کروں بھی تو کس سے ؟؟ کسی سے بھی نہیں۔۔" وہ افسردہ ہوتے ہوئے کمرے کی کھڑکی سے باہر ستاروں کے جھرمٹ کو دیکھتے ہوئے ڈائری پہ تحریر کرنے لگی۔
اک یہ ڈائری ہی تھی جو اسکی غمگسار تھی۔ اسکے نزدیک اسکی ڈائری سے بہترین کوئی دوست نہیں تھا۔
"بہت برا ہوا آج۔۔ مگر۔ میں اتنی کمزور کیسے پڑ گئی آخر ؟؟؟" وہ خود سے سوال کرتے ہوئے اپنا قلم منہ میں دبائے سوچنے لگی۔ "مجھے کمزور نہیں ہونا۔۔۔" وہ خود سے عہد کرتے ہوئے پورے وثوق سے بولی۔
"خیر۔۔۔" سرد آہ بھرتے ہوئے اس نے ڈائری کو بند کیا۔ "کتنی روشنی ہے نا اس اندھیرے میں بھی۔۔۔۔" وہ کھڑکی کے پاس جاتے ہوئے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے لگی۔
"نجانے۔۔۔ مجھے میرا ستارہ کب ملے گا۔۔۔ ایسا چمکتا ستارہ۔۔۔ جو اس اندھیرے آسمان کی

طرح میری اندھیری دنیا میں بھی روشنی بھر دے۔۔۔" وہ حسرت سے وہاں کھڑی ستاروں کو دیکھتے ہوئے خود سے بولی اور پھر بیڈ پہ آموجود ہوئی جہاں گڑیا سو رہی تھی، اس نے گڑیا کو چادر اوڑھائی اور خود بھی اسکے ساتھ سو گئی۔

****

رات کے وقت شکیل اسکے پاس کل کی میٹینگ کے حوالے سے کچھ پلین کر رہا تھا۔ رات گئے دونوں مسکان کی پریذنٹیشن پہ کام کرتے رہے تاکہ کل کی میٹینگ میں کوئی مسئلہ نہ ہو۔ مگر ارمان ابھی بھی پوری طرح ڈسٹرب تھا۔ شکیل کے بار بار سمجھانے کے باوجود وہ ریلیکس نہیں ہو پا رہا تھا۔ شاید اسے مسکان سے اس سب کی امید نہیں تھی۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا ریلیکس۔۔۔" وہ اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگا۔

"کیا ریلیکس یار۔۔۔" وہ بری طرح سے بولا۔ "پتہ نہیں اب کل کیا کرتی ہے؟"

"کچھ نہیں ہو گا۔۔" اسے سمجھاتے ہوئے، وہ اسکے سامنے موجود کرسی پر سے اٹھتے ہوئے اسکے مقابل آ بیٹھا۔

"تم نے دیکھا نہیں۔۔۔ وہ شرمندہ تھی۔۔۔"

"ہاں جانتا ہوں۔۔ مگر آج ایسا کیوں کیا اس نے۔ وہ ڈری ہوئی بھی لگ رہی تھی۔۔" وہ کشمکش میں مبتلا ہوا۔

اسکی بات پہ شکیل قہقہہ لگا کر ہنسا۔ "جس قدر خوف وہراس تم نے پھیلایا ہوا ہے۔۔ اسکا ڈرنا تو بنتا ہی ہے۔۔"

بھئی کون کس سے ڈر رہا ہے؟؟ شاہ میر کا گزر اسکے کمرے سے باہر ہوا تو شکیل کی بات اسکے کان میں پڑ گئی۔ وہ حسبِ معمول مذاحیہ انداز میں بولا۔

"ایک لڑکی بھا گئی ہے تمھارے بھائی کو۔۔" وہ شرارتی انداز میں بولا۔

"شٹ اپ شکیل۔" وہ اسے گھورتے ہوئے بولا۔"شروع ہو جائے گا یہ اب۔۔" وہ منہ میں بڑبڑایا۔

"کیا لڑکی ؟؟اور وہ بھی بھائی کو امپاسبل ۔۔یہ تو ہمارا کام ہے۔۔"وہ فخریہ انداز سے سینہ چوڑا کرتے ہوئے بولا جس پہ شکیل کھکھلا کر ہنسا۔

"ویسے لڑکی بری نہیں ہے۔۔۔"شکیل پھر سے اسے تنگ کرتے ہوئے بولا۔

"اوہو شکیل۔اب بس بھی کر دو۔۔کیا ہو گیا ہے؟"اس نے قدرے خفگی سے اسے گھورا۔

"ارمان بھائی۔۔کیسی رہی میٹنگ ؟؟"حیاء کمرے میں داخل ہوتے ہوئے مسکرائی۔

"تم نے بد دعا جو دی تھی۔۔۔"اس نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"آں۔۔۔ہاں۔۔۔"وہ فاتحانہ مسکرائی۔"پھر مان گئے نا۔۔دیکھ لیں ہم سے پنگا ناٹ چنگا ۔۔۔"وہ شرارتی انداز میں مسکرائی۔

"اچھا۔۔۔چھوڑو بھی اب غصہ۔۔۔کھانا کھلاؤ مجھے۔۔قسم سے بہت بھوک لگی ہے۔۔"شکیل انگڑائی لیتے ہوئے بولا۔

"بھوک لگی ہے مگر لگتا تو یہ ہے کہ شکیل بھائی آپکو نیند آ رہی ہے۔۔۔وہ تضحیکی انداز سے بولی جس پر شکیل اسے گھورتے ہوئے ذرا سیدھا ہو کر بیٹھا۔لیکن ارمان اور شاہ میر قہقہہ لگا کر ہنسے۔

"ہنسو نہیں۔۔فضول میں۔۔"شکیل نے برا سا منہ بنایا تو تینوں مزید مل کر ہنسے۔

"اچھا کھانا لگاتی ہوں آجایئے۔۔"حیاءوہاں سے گئی تو شاہ میر اسکے پیچھے پیچھے اسکی مدد کروانے کے لیئے آگیا۔

دونوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور پھر اس سے کافی پینے کی فرمائش کر ڈالی۔

"انہیں شاید لگتا ہے یہ لوگ ریسٹورنٹ میں آئے ہیں۔۔" اس نے گھڑی پہ نگاہ ڈالی اور منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔گھڑی پہ قریب گیارہ بج رہے تھے۔چارو ناچار اسے ان دونوں کے لیئے کافی بنانا ہی پڑی۔

دونوں لان میں بیٹھے خوش گپیوں میں محو تھے کہ وہ کسی کنیز کی مانند انکے سامنے کافی کے دو مگ ٹرے میں رکھے تشریف لائی۔اسکے چہرے پہ بے زاری واضح تھی۔ شکیل نے بھنویں سکیڑتے ہوئے اس سے جاننا چاہا کہ آخر اسے رات کے اس پہر کیا ہوا؟

"تم ٹھیک تو ہو؟" اس کے ہاتھ سے کافی کا مگ پکڑتے ہوئے اس نے سوال کیا۔

"جی! کنیز آپکی خدمت کے لیئے ہر دم حاضر ہے۔۔" اس نے مؤدبانہ انداز سے کہا تو دونوں کھکھلا کر ہنسے۔

"اور کچھ چاہیئے ہو تو؟"

"نہیں۔۔نہیں۔۔کچھ نہیں۔۔۔تم جاؤ۔۔" ارمان نے کافی کا ایک گھونٹ بھرا اور پھر اس سے بولا۔

جوں ہی وہ لان سے لاؤنج میں واپس آئی تو شاہ میر اسکے ہاتھ میں موجود خالی ٹرے دیکھ کر منہ بسورنے لگا۔

"اب تم مت کہنا کہ تمہیں بھی کافی چاہیئے۔۔۔" اس نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

"رہنے دو۔۔" اس نے منہ بناتے ہوئے کہا مگر اگلے ہی لمحے اپنے ذہن میں آئی شیطانی حرکت کو سوچ کر قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"خیر ہے ؟؟" اسکی حالت کے پیشِ نظر اس نے آئی برو اچکا کر سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"ہاں۔۔" وہ ہنستے ہنستے رُکا۔ "ٹریٹ چاہیئے پھر بھائی سے؟" اس نے استفہامیہ انداز میں پوچھا۔

"رہنے دو۔۔۔اس ٹریٹ کے چکر میں کنیز بنا کر رکھ دیا ہے ارمان بھائی نے تو۔۔" وہ ذرا سخت لہجے میں بولی تھی۔

"اوہو۔۔کچھ پانے کے لئے کچھ کھونا تو پڑتا ہی ہے نا کزن۔۔بس صبح ٹائم سے اٹھ جانا۔۔ہمارا مشن صرف دس منٹ کا ہی ہے۔۔بھائی کے اٹھنے سے پہلے ہمیں یہ کرنا ہو گا۔۔" اس نے اپنے ہاتھ میں موجود ایک پمفلٹ اسکے سامنے لہرایا، جس سے اسکی ہنسی نکل گئی۔

"سیریئسلی؟؟" اس نے یقین کی غرض سے سوال کیا۔ جواباً اس نے سر کو خم دے اثبات میں سر ہلایا۔

اگلی صبح دونوں ایک دوسرے کے ساتھ کیئے گئے معاہدے کے مطابق اسکے کمرے میں آموجود ہوئے۔بلا تاخیر دونوں نے اپنے مشن کو عملی جامہ پہنایا۔ابھی دونوں نے سکون کا سانس ہی لیا تھا کہ وہ واش روم سے باہر آیا۔

"تم دونوں یہاں؟ بناء دستک دیئے؟"

دونوں بوکھلا سے گئے۔ "ہم۔۔۔وہ۔۔۔"

"کیا؟ وہ۔۔وہ؟؟ تم دونوں یہاں؟؟" اس نے انہیں شکی نگاہوں سے دیکھا۔

"وہ۔۔۔بھائی!! ہاں۔۔ آپ کا لیپ ٹاپ چاہیئے تھا۔۔" دونوں نے بمشکل ہی بہانہ گڑھا۔

"لیپ ٹاپ ؟؟؟ کیوں ؟؟؟"

"وہ۔۔" حیاء شاہ میر کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگی۔ "اصل میں۔۔۔" وہ بہانہ سوچنے لگی۔

"ہاں ! ہمارا لیپ ٹاپ پھر سے خراب ہو گیا۔۔اور ہمیں اسائنمنٹ کا کام مکمل کرنا تھا۔"

ارمان نے ان دونوں کو خوب گھورا۔ وہ سمجھ چکا تھا کہ کچھ نہ کچھ گڑبڑ ضرور ہے۔

"اور یہ آپ کیا بناء دستک دیئے تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے یہاں کوئی اور بھی ہو۔۔" شاہ میر کی ذو معنی بات پہ حیاء کھسیانی ہنسی ہنسی تو ارمان نے دونوں کو تنبیہی نگاہوں سے دیکھا۔

"کم از کم ایک ہفتہ تو نکال لیا کرو۔ آئے روز لیپ ٹاپ خراب ہو جاتا ہے تم لوگوں کا۔۔۔" آئینے کے سامنے اپنے بالوں پہ کنگھی کرتا ہوا وہ ان دونوں سے بولا۔

"بھائی۔۔رہنے دیجیئے۔۔ نہیں دینا تو نہ دیں۔۔ آپ کو جب مجھ سے کام پڑتا ہے تو میں کون سا انکار کرتی ہوں۔۔" اس نے بچوں کی طرح اسے گزشتہ رات کو کھانا لگانے اور کافی بنانے کا احسان جتلایا۔

"چلو۔۔۔" اپنے ہاتھ پہ گھڑی باندھتا ہوا وہ مسکرایا۔ "اب احسان تو نہ جتاؤ۔۔"

"احسان نہیں جتا رہی؟ میں تو بس ایسے ہی۔۔"

اس نے آئینے میں اسکے نظر آتے چہرے کو گھورا۔ اس سے پہلے وہ اسکے چہرے کے تاثرات سے ان دونوں کی چوری پکڑ تا اس نے شاہ میر کو کہنی ماری تو وہ فوراً حرکت میں آیا۔

"ویسے بھائی۔۔کِلر لُک لگ رہی ہے آج آپکی۔۔۔ آج کا دن بہت اچھا ثابت ہونے والا ہے آپکے لیئے۔۔"

ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ حیاء نے اسکا بازو کھینچا اور اسے وہاں سے لے گئی۔

اسکی بات سن کر وہ سکون سے مسکرا دیا۔وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ دونوں کا کیا گیا مذاق اسکی زندگی میں کس حد تک تبدیلی لانے والا تھا۔

****

"فنٹیسٹیک۔۔"پورا پینل کانفرنس روم میں اس کے پراجیکٹ کی داد دیتے ہوئے بولا۔

"بہت اعلیٰ مس مسکان!"

"جی۔۔۔"وہ اظہار تشکر سے بولی جبکہ جواد شاطرانہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے مسکرایا۔

اب ڈیل ہو بھی جاتی تو اسے مسئلہ نہیں تھا۔وہ سب ڈرامہ تو اس نے ارمان کا ردِ عمل جاننے کے لئیے کیا تھا، جس سے اس نے اپنے منصوبے کے تحت بہت کچھ کرنے کی ٹھانی تھی۔

"یہ ماڈل کے طور پر کچھ پمفلٹ ہیں۔۔۔امید ہے کہ آپ لوگوں کو پسند آئیں گے۔۔۔"اس نے اپنے بیگ میں سے کافی عجلت میں پمفلٹ نکالے۔

"اللہ تیرا شکر ہے۔۔۔سب ٹھیک ہو گیا ہے۔۔۔"وہ دل ہی دل میں شکر ادا کرتے ہوئے کرسی پر بیٹھی۔

"یہ۔۔۔یہ ماڈل؟؟؟"پینل میں موجود تین چار لوگ مسکراتے ہوئے بولے۔

"جی۔۔۔! کیسے لگے آپ کو۔۔۔"ارمان مسکراتے ہوئے بولا۔

"حسن صاحب۔۔۔پراجیکٹ تو ٹھیک ہے مگر آپکی ہاؤسنگ اسکیم میں یہ چوڑیوں کا پمفلٹ؟؟؟"پینل میں موجود ایک شخص ہنستے ہوئے ان سے بولا۔

"اس سب میں چوڑیوں کا بھلا کیا عمل دخل؟؟؟"

"جی۔۔۔"حسن صاحب حیران ہوئے۔

"جی۔۔یہ دیکھئے۔۔۔" وہ پمفلٹ ان کو دکھاتے ہوئے بولے۔انھوں نے ارمان کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔ جواباًاس نے اشارۃً کندھے اچکائے کہ "وہ کچھ نہیں جانتا۔"

"حسن صاحب۔۔شادی کر دیجیئے بیٹے کی۔۔" حمدانی صاحب نے استہزائیہ انداز میں کہا تو ارمان نے انہیں اپنی آنکھوں کو سکیڑتے ہوئے دیکھا۔

اس سے پہلے وہ کچھ بولتا مسکان نے موقع کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے اپنی ہنسی کو ضبط کیا اور اپنے بیگ میں سے ایک دو ماڈل نکال کر ان کو دکھائے۔

"یہ لیجئیے۔۔"

* * * * * * * * * *

"ہنس کیوں رہی ہو ایسے ؟؟" انشراح اسے مسکراتا ہوا دیکھ کر پوچھنے لگی۔

"اللہ خیر کرے۔۔۔۔تم اور اس طرح سے ہنس رہی ہو۔۔۔" وہ جواب نہ پا کر مسکراتے ہوئے ذرا تجسس سے بولی۔ "کوئی دلچسپ بات ہوئی ہے؟ بتاؤنا مجھے بھی؟؟"

"یار۔۔۔کیا بتاؤں۔" اس نے اپنے بالوں کو درست کیا اور پھر سے ہنسنے لگی۔

"مے آئی کم ان؟؟" اسکی غیر متوقع آمد پہ دونوں جزبز ہو کر رہ گئیں۔

"تھینکس مس مسکان۔۔۔" وہ اظہار تشکر سے بولا۔ "آپ اگر وہ بروقت ماڈلز نہ دکھاتیں تو نجانے کیا ہو جاتا۔ تھینک گاڈ کہ آپکے پاس تھے۔" انشراح نے دونوں کو گھرے غور سے دیکھا اور اسکی بات کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔

"نو نیڈ ٹو سے تھینکس۔۔یہ تو میرا فرض تھا۔۔اور آپکا بھروسہ ہی تھا۔۔کہ مجھے ایسا کرنا تھا۔۔" وہ اسکی بات سن کر چونکا مگر انشراح کے سامنے خاموش ہو کر رہ گیا۔

"خیر سر وہ۔۔۔" اس نے اپنی ہنسی ضبط کی۔ "وہ پمفلٹ۔۔۔میرا مطلب ان کا ہاؤسنگ سکیم

سے کیا لینا دینا۔۔"

"رئیلی آئی ڈونٹ نو۔۔۔ کہ کہاں سے آئے یہ پمفلٹ؟ اور میں نے بھی بغیر دیکھے دے دیئے۔ ایک منٹ۔۔" اچانک اسکے ذہن میں کچھ چلنے لگا اسے وہ سب یاد آنے لگا جب حیا اور شاہ میر اسکے روم میں آئے تھے۔

"کیا ہوا سر؟؟" انشراح بولی۔

"کچھ نہیں۔۔۔" وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے چل دیا۔

اسکے جاتے ہی اسکی بے اختیار ہنسی نکل پڑی، جسے وہ پچھلے پانچ منٹ سے بمشکل ہی ضبط کر پا رہی تھی۔

"مسکان۔۔۔ آہستہ۔۔۔" وہ بے ضبط ہنسے جا رہی تھی۔ جبکہ اسکی ہنسی کی آواز باہر تک گونجنے لگی جسے سن کر ارمان رک سا گیا۔

"یار۔۔۔ بات ہی ایسی ہے۔۔ جانتی ہو ارمان سر نے پینل کے سامنے چوڑیوں کے پمفلٹ دیئے۔" وہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف سے ایک اور قہقہہ بلند ہوا۔

"کیا؟؟" وہ حیران ہوئی۔

"ہاں۔۔۔۔" دونوں مل کر ہنسنے لگیں۔

"سچی یار! بہت مشکل ہوتا ہے ہنسی کنٹرول کرنا میرے لئے۔۔۔ اور وہ بھی۔۔ ایسی خلافِ معمول۔۔ باتوں پہ۔۔ پتہ ہے حمدانی صاحب نے حسن سر سے کہا کہ شادی کر دیجیئے بیٹے کی ۔۔۔" وہ پھر سے ہنسنے لگی جبکہ ارمان دھیما سا مسکرا دیا۔

"اور ارمان سر نے کیا کہا؟؟" انشراح تجسس سے بولی۔

"ارمان سر بھی بھلا کچھ کہہ سکتے ہیں؟؟ انکا تو دیکھنا ہی کافی تھا نہیں۔۔ سر نے انہیں کھا جانے والی نظروں سے گھورا تو وہ چپ ہی کر گئے۔۔"

اسکی طرف سے ایک بار پھر سے قہقہہ بلند ہوا۔

اپنے متعلق اسکے خیالات جان کر وہ تھوڑا سنجیدہ ہوا مگر پھر نیم انداز میں مسکرایا۔ "ہنستی رہو ۔۔۔ہمیشہ ایسے ہی۔"

اس نے دل میں سرگوشی کی۔ مگر اگلے ہی لمحے اسے خود پہ حیرت ہوئی۔ "اسکے ہنسنے سے میں کیوں خوش ہوں؟" اپنی ہی بات پہ وہ اور مسکرایا۔

یہاں اسکے دل میں اسکے لیئے احساسات پیدا ہونے لگے تھے تو دوسری طرف ان احساسات کو نفرت کی بھٹی میں جھونکنے کے لیئے وہ کافی فرصت سے پلاننگ میں مصروف تھا۔

"ایک دفعہ یہ لوگ قریب آجائیں بس۔۔ پھر بتاؤں گا حسن سیٹھ تمھیں۔۔لاچار کر دوں گا تمھارے اس چشم و چراغ کو۔۔لاچار۔۔ محبت کے نشے میں لاچار اور پھر محبت کی دوری سے لاچار۔۔" وہ اپنے آفس میں بیٹھا اندر ہی اندر بدلے کی آگ میں جل رہا تھی کیونکہ اس نے قسم کھائی تھی جب تک وہ اپنے باپ کی موت کا بدلہ نہیں لے گا، تب تک وہ اپنے گھر نہیں جائے گا۔

****

"یہ کس نے حرکت کی تھی؟؟ "اس نے پمفلٹ ان کے سامنے لہرایا اور خفگی سے بولا۔

"بھائی؟؟ وہ۔۔۔یہ۔۔۔" شاہ میر بوکھلا سا گیا۔ اس نے حیا کو کہنی ماری تو وہ بولی۔

"ہاں۔۔۔ہمیں کیا پتہ۔۔۔ آپ کا بیگ ہے۔ ہمیں کیا پتہ؟ وہاں یہ کہاں سے آئے؟" وہ بری الذمہ ہوتے ہوئے بات بدلنے لگی۔

"مگر میں نے تو کہا ہی نہیں یہ۔۔ کہ میرے بیگ میں سے نکلے۔۔۔" دونوں کا جھوٹ وہ پکڑ چکا تھا۔ "باز آجاؤ تم دونوں۔۔" وہ دونوں کو ڈانٹتے ہوئے بولا تو دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر شرمندہ ہوئے۔ "اور ہاں۔۔ ریڈی ہو جانا کل۔۔۔ لے جاؤں گا پیچ پر تم دونوں کو۔" پیچ لفظ پہ زور دیتے ہوئے وہ بولا۔

"اوہ۔۔۔ واؤ۔۔! " دونوں خوش ہوتے ہوئے بولے۔

"زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں۔۔ تم لوگوں کی یہ شیطانیاں میں اب اور افورڈ نہیں کر سکتا سو پلیز۔۔۔" اس نے ذرا نرم لہجے میں دونوں کو وارن کیا۔

"سوری بھائی۔۔ پلیز۔۔۔"

"اچھا! اچھا! ٹھیک ہے۔۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

دونوں سے نمٹنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آیا۔ فریش ہوا اور بستر پہ آلیٹا۔ اسکے قہقہے اور ہنسنے کی آواز، رات کی تنہائی میں اس کے کمرے میں گونجنے لگیں۔ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ آخر کیوں وہ اس لڑکی کے بارے میں سوچ رہا ہے؟ کیوں؟؟؟ کیونکہ آج سے پہلے کبھی ایسا ہوا نہیں تھا۔ وہ تھکن سے چور ہو کر سو جایا کرتا تھا مگر آج معاملہ ہی الٹ تھا۔ آنکھیں بند کرتے ہوئے اس کا مسکراتا ہوا چہرہ اور اسکے قہقہے کی آوازیں اس کا سکون برباد کرنے لگی تھیں۔

****

دوسری طرف وہ آج کے ہونے والے واقعے کی ساری داستاں گڑیا کو بتا رہی تھی، جس پہ گڑیا ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔

"آپی۔۔۔پھر کیا ہوا؟؟" وہ تجسس آمیز لہجے میں اس سے سوالیہ بولی۔

"ہونا کیا تھا۔۔۔وہ تو شکر ہے کہ میرے پاس ان ماڈلز کے کچھ ڈیزائن تھے ورنہ پتہ نہیں کیا ہو جاتا۔" وہ ہنستے ہوئے اسے بتانے لگی۔

"ارے بھئی۔۔۔ہزار دفعہ سمجھایا ہے لڑکیوں کا اتنا اونچا ہنسنا ٹھیک نہیں ہوتا مگر۔۔مجال ہے جو تم لوگوں کی سمجھ میں آجائے میری بات۔" اسکے کان میں دونوں کے قہقہے کی آواز پڑی تو وہ بولی۔وہ تار پہ پھیلائے ہوئے خشک کپڑوں کو اتار اکر چارپائی پہ رکھ رہی تھی۔جبکہ دادی واش بیسن پہ کھڑی وضو بنا رہی تھیں۔

"آپی۔۔" اسکی بات سن کر وہ منہ پھلا کر بیٹھ گئی۔

"کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ہم ذرا آہستہ سے مسکرا لیتے ہیں۔ایسے۔۔۔" وہ اسے مسکرا کر دکھانے لگی جس سے گڑیا کو اور بھی ہنسی آگئی۔"امی کو بھی مسئلہ نہیں ہو گا نا؟؟؟" وہ مسکراتے ہوئے اسے ذرا پیار سے سمجھانے لگی تو اس نے بھی اس کے انداز سے ہنسنے کی اداکاری کی۔

دونوں کی طرف سے ضبط کے باوجود ایک بار پھر سے قہقہہ بلند ہوا تو ثریا کی آنکھیں مزید غصہ سے ابلنے لگیں۔

"کیا ہو گیا ہے بہو؟؟ اب بچیاں ہنس بھی نہیں سکتیں؟؟" دادی وضو بنا کر اسکی جانب آتے ہوئے بولیں۔

"اماں۔۔ہنسیں۔۔لیکن ہنسنے میں اور قہقہہ لگا کر ہنسنے میں بہت فرق ہوتا ہے۔۔گلا پھاڑ پھاڑ کر ہنس رہی ہیں دونوں۔۔"

دادی نے اسے ناگواری سے دیکھا اور اسکے ساتھ بحث کو بے کار جانتے ہوئے صحن میں موجود کرسی پر سے جائے نماز اٹھایا اور نماز ادا کرنے لگیں۔

اسکی آواز دونوں تک صاف آ رہی تھی۔ اب کے دونوں ہنستے ہنستے خاموش ہو گئیں۔ وضو بنانے کے لیئے اٹھیں، نماز ادا کی اور پھر سونے کے لیئے لیٹ گئیں۔ بستر پہ لیٹتے ہی گڑیا فوراً سو گئی۔ جبکہ اس نے بارہا اپنی آنکھیں بند کرتے ہوئے سونے کی کوشش کی لیکن اسے کسی صورت سکون نہیں مل پا رہا تھا۔ آخر وہ اٹھی۔ گڑیا کو ٹھیک طرح سے لحاف اڑایا اور خود اسٹڈی ٹیبل پہ آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے ٹیبل لیمپ کو آن کیا اور اپنی ڈائری کو کھول کر پنسل باکس میں سے قلم نکال کر اپنے ہاتھ میں لیا۔

"ستاروں کی مدھم روشنی، ویران گلیوں اور گھپ اندھیروں میں ہر راہ گیر کو روشنی مہیا کرتی ہے۔ اس طرح ان ستاروں کی روشنی میں ایک چمکتا ستارہ جگنو کی مانند امید کی کرن بنتے ہوئے ہر مایوسی اور نا امیدی کو دور کر دیتا ہے۔ اچھا لگتا ہے ان ستاروں سے باتیں کرنا۔ بے انتہا سکون اور اطمینان۔۔۔" وہ ڈائری پر لکھتے ہوئے کھڑکی سے باہر آسمان کی طرف دیکھنے لگی۔ آسمان پہ پھیلے ستارے بے انتہاء خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔

"سب کام سکون سے ہو گئے۔ صبا بھی بہت خوش ہے اپنے گھر۔۔۔ اور امی بھی پر سکون ہیں اور گڑیا۔۔۔" وہ لکھتے لکھتے اچانک رکی اور اسکو بیڈ پر سویا ہوا دیکھ کر مسکراتے ہوئے پھر سے لکھنے لگی۔ "اور گڑیا تو۔۔۔ عجیب پاگل سی ہے۔ اپنے لیے خوشی کی وجہ ڈھونڈتی ہے۔۔ اچھا کرتی ہے۔۔ مگر میری خوشی۔۔" وہ مسکراتے مسکراتے رکی۔ اسکے چہرے پر سنجیدگی پھیل گئی
۔

"میری خوشی کا کیا ہے؟؟" وہ آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو تیزی سے صاف کرتے ہوئے

پھر سے لکھنے لگی۔ "یہ سب لوگ خوش ہیں تو۔۔۔میں بھی خوش ہوں۔۔میں ہر گز وہ کام نہیں کروں گی جس کی امید جواد سر مجھ سے رکھتے ہیں۔میں مجبور ضرور ہوں مگر محبت مجبوری تو نہیں ہوتی نا!" وہ لکھتے لکھتے خود سے باتیں کرتے ہوئے کچھ سوچنے لگی۔

"بہت جلد اسکے پیسے اسے لوٹا کر اسکے گھناؤنے کام کو سب کے سامنے ظاہر کروں گی۔۔ان شاء اللہ۔۔"

****

"جواد!" ثناء نے اسے جاتے ہوئے دیکھا تو اسے پیچھے سے آواز لگائی۔

"کتنی دفعہ سمجھایا ہے تمھیں پیچھے سے آواز مت دیا کرو۔۔۔"وہ منہ بسورتے ہوئے غصہ سے بولا۔

"وہ۔"وہ شرمندہ ہوتے ہوئے تاسف سے بولی۔"وہ جواد۔۔"

"ارے۔۔۔اب کچھ بولو بھی۔"وہ سنجیدہ ہوا۔

"آپ مجھے مسز بدر کی طرف چھوڑ دیں گے کیا؟؟"وہ التجائیہ انداز میں کہتے ہوئے بولی۔

"بدر کی طرف؟؟؟وہ حیران ہوا؟؟مگر کیوں؟؟"وہ سٹپٹا سا گیا۔

بدر ہی وہ واحد انسان تھا جو اسکی حقیقت جانتا تھا،سو اسکا گھبرانا تو بنتا تھا۔

"میں بور ہو رہی تھی گھر پر۔۔۔تو اس لیے سوچا کہ ان سے مل ہی آؤں۔آپکو تو پتا ہے نا کہ۔۔حیا اور شاہ میر کی پریکٹس شروع ہو گئی ہے۔میں اب گھر پر اکیلی۔۔۔"وہ تمہید باندھتے ہوئے اس کو قائل کرنے کی غرض سے بولتی چلی گئی کہ وہ عاجز آ کر بولا۔

"اچھا۔۔۔بس۔۔۔بس۔۔۔تیار ہو کے آؤ۔۔"

"جواد کیا بات ہے؟ غصہ میں کیوں ہیں؟ آپ کہتے ہیں تو میں نہیں جاتی۔۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"نہیں۔۔کچھ طبعیت ٹھیک نہیں۔۔مارکیٹ لے چلتا ہوں تمہیں۔۔تیار ہو کر آجاؤ۔۔ویٹ کرتا ہوں باہر۔" وہ کچھ الجھا الجھا سا تھا سو اس نے اسکے ساتھ زیادہ دیر بحث کرنا مناسب نہیں سمجھا اور وہاں سے چل دیا۔

جوں ہی وہ پورچ میں آیا تو ارمان اور شکیل پہ اسکا دھیان پڑا۔ارمان گاڑی کو ریورس کرتے ہوئے گیٹ سے باہر نکال رہا تھا۔اسکو ہشاش بشاش دیکھ کر اسکے اندر ایک بار پھر سے آگ لگ گئی۔اسکے ذہن میں کیا چل رہا تھا؟ اسکا اندازہ شاید ہی کوئی لگا سکتا تھا۔

"ایک تو یہ جواد بھائی! مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا یہ شخص۔۔۔" شکیل نے گاڑی کے شیشے سے باہر نظر آتے جواد کو دیکھا جس کا دھیان ان دونوں پہ ہی تھا۔

"چھوڑو۔۔یار۔۔۔بہنوئی ہے میرا۔۔" اس نے گاڑی کو ذرا ٹرن کرتے ہوئے ریس دے کر کشادہ سڑک پہ چلا دیا۔

دس منٹ کی دیر میں دونوں پارک میں آموجود ہوئے۔ٹریک سوٹ پہنے دونوں وسیع و عریض پارک میں جاگنگ کر رہے تھے۔دونوں کے ہاتھوں میں ایک عدد چھوٹا رومال بھی موجود تھا جس سے وہ جاگنگ کرتے ہوئے بار بار پسینہ صاف کر رہے تھے۔"ارمان! خیر تو ہے نا؟؟" وہ اسکی آنکھوں کی طرف دیکھتے ہوئے سوالیہ بولا۔

"ہاں! کیوں کیا ہوا؟؟" وہ اس سے وجہ پوچھنے لگا۔

"یہ تمہاری آنکھیں کیوں سوجھی ہوئی ہیں؟؟"

نہیں۔تو۔۔" وہ اپنی آنکھوں کو ملتے ہوئے بولا۔

خیر۔۔۔!!تم سناؤ شکیل۔۔۔ صبح صبح اٹھ کیسے گئے؟؟"وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"کیسے سے مطلب؟؟"شکیل اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"صبح صبح کوئی لڑکی پٹانے کا ارادہ ہے؟؟"وہ شرارتی انداز میں بولتے ہوئے اس کو تنگ کرنے لگا۔

"مت کر تنگ مجھے۔۔پہلے ہی توند نکل رہی ہے میری۔۔"وہ خفگی سے بولا۔

"ارے نہیں شکیل۔ویسے اتنے افسردہ کیوں ہو؟؟کیا ہوا؟؟"وہ اس پر گہری نظر ڈالتے ہوئے بولا۔

"کچھ نہیں۔۔۔بس آج کل کی لڑکیاں ہوتی ہی بے وفا ہیں۔"وہ بات کرتے کرتے پہلی بار سنجیدہ ہوا۔

"واہ۔۔۔"ارمان اس کو سنجیدہ دیکھتے ہوئے مسکرایا۔"کیا نایاب انفارمیشن دی ہے تم نے مجھے۔میں واقعی نہیں جانتا تھا۔۔" وہ تمسخریہ انداز میں بولتے ہوئے قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"بنالو مذاق۔۔جتنا بنانا ہے۔۔ تمھیں ہوگی نا محبت تو پوچھوں گا تمھیں۔۔۔"وہ خفگی سے بولتے ہوئے پانی کی بوتل کو منہ لگا کر بولا۔

"محبت۔۔۔"وہ مذاحیہ انداز میں کہنے لگا۔"چلو۔۔ تمھاری طرح محبتیں تو نہیں ہوں گی مجھے۔۔۔"وہ اسکا مذاق بناتے ہوئے پھر سے ہنسا۔

شکیل اسے مسلسل گھورنے لگا۔اس کو ایسے گھورتا ہوا دیکھ کر ارمان پھر سے ہنسا۔

"پاگل۔۔۔چلو آؤ۔۔ناشتہ کرنے چلتے ہیں۔"وہ ہنستے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔"بھاڑ میں ڈالو۔۔۔اپنی بے تحاشہ محبتوں کو۔۔ جنہیں تمھاری بڑھتی ہوئی توند

سے مسئلہ ہے۔۔۔ویسے کھانا تو تم زیادہ کھاتے نہیں۔۔۔" ارمان پھر سے اسے تنگ کرتے ہوئے بولا جبکہ شکیل اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا مگر پھر ہولے سے خود بھی مسکرا دیا۔

****

"زویا! تم آسکتی ہو کہ نہیں؟؟" وہ چھت پر موجود اس سے فون پر بات کرتے ہوئے سنجیدگی سے بولی۔

"مسکان۔۔ آج مشکل ہو گا۔۔۔" وہ معذرت سے بولی۔ "مگر میں کوشش۔۔۔"

"ہاں یانا؟؟؟" اس نے غصہ سے اسکی بات کاٹی۔

"میں نے کہانا یار۔۔ میں کوشش کروں گی۔۔۔۔" اس نے اسے پر سکون کرنا چاہا۔

"کوشش نہیں چاہیئے مجھے۔۔نہ کرو تم کوشش۔۔۔" وہ بھڑک اٹھی۔ "پچھلے سنڈے بھی ایسا ہی کیا تھا تم نے۔" وہ گلہ کرتے ہوئے بولی۔

"مسکان میری بات تو سنو۔۔۔ مسکان۔۔ مسکان۔۔"

وہ فون رکھ چکی تھی۔ "کہنے کو تو دوست ہیں مگر دوست کیا ایسے ہوتے ہیں جب دل کیا بات کر لی، جب دل نہیں کیا بات نہیں کی۔۔۔ کیا تعلق صرف فرصت کا ہی محتاج ہے؟؟ توجہ اور کسی اپنے کی پریشانی کا احساس ہونا ہی تو تعلق کی مضبوطی ہے۔ مگر یہ لوگ فرصت کو ہی ترجیح کیوں دیتے ہیں؟؟" وہ زویا کا فون سننے کے بعد خود سے باتیں کرتے ہوئے پرندوں کے پنجرے کو ہاتھ لگاتے ہوئے حسرت سے ان پرندوں کو دیکھنے لگی۔

"اور سرمد بھائی ہیں تو وہ بھی مصروفیت کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں۔۔ اب مجھے بھی کوئی پروا نہیں ان دونوں کی۔" وہ افسردگی سے بولی۔

"تھک چکی ہوں اب تو ڈائری پہ بھی حالِ دل لکھ لکھ کر۔۔زویا۔۔سرمد بھائی۔۔پلیز آ جائیں نا۔۔"

اگلے ہی لمحے کچھ سوچتے ہوئے پل بھر میں ہی اسکی ناراضگی ختم ہو گئی تھی۔اسے وہ سب یاد آنے لگا جب وہ زویا اور سرمد مل کر خوب گھوما پھرا کرتے تھے۔سرمد اور زویا دونوں اسکے بچپن کے دوست تھے۔تینوں ہر بات ایک دوسرے کے ساتھ شیئر کیا کرتے تھے مگر جب سے تینوں اپنی اپنی ملازمت میں آئے تھے، سبھی کا ایک دوسرے سے رابطہ تقریباً کم ہو کر رہ گیا تھا۔زویا کی ہسپتال میں ڈیوٹی ہوتی تھی، سو وہ بمشکل ہی اپنے لیئے ٹائم نکال پاتی تھی جبکہ سرمد کی جاب جب سے لاہور میں لگی تھی، وہ برائے نام ہی بات کرتا تھا۔اگر کرتا بھی تھا تو زیادہ تر اپنی مصروفیت کا ڈھنڈورا ہی پیٹتا رہتا تھا، جس سے مسکان کو سخت چڑ ہونے لگی تھی۔

"مسکان بیٹی!!مسکان بیٹی! "انہوں نے اسے اونچی آواز لگائی تو وہ فوراً سے سیڑھیوں کے پاس آئی۔

"جی۔۔۔بابا۔۔"

"نیچے تو آؤ۔۔۔"انہوں نے گردن اٹھا کر اسے اوپر دیکھا۔

"جی!" وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتے ہوئے ان کے پاس آ کھڑی ہوئی۔

"یہ لو! "وہ چیزوں سے بھرا تھیلا اس کو پکڑاتے ہوئے بولے۔

"یہ کیا؟؟؟"

"یہ سیٹھ صاحب نے دی ہیں۔تمھارے لیے۔۔۔"وہ مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے۔"اور مجھے یہ بھی کہا کہ میں ان کی طرف سے تمہارا ماتھا چوموں۔۔"اب کے وہ مسکراتے ہوئے اسکی پیشانی چومنے لگے۔

"بابا! وہ سب ٹھیک ہے۔۔" وہ خوشی سے بولی۔" مگر بابا۔۔ اب کی بار تو انہیں گھر آنا چاہیے تھا نا!" وہ گلہ کرتے ہوئے بولی۔

"ہاں کہا تھا میں نے۔۔ مگر انہیں کوئی ضروری کام تھا۔ مبارکباد دے رہے تھے تمہارے پاس ہونے کی۔۔ اور ساتھ میں یہ تحائف بھی دیئے۔"

"اممم۔۔۔ سچ میں میرا بڑا ارمان ہے ان سے ملنے کا۔۔۔" وہ پرجوش ہوتے ہوئے بولی۔

"ہاں۔۔۔ بڑے بھلے آدمی ہیں۔۔ بہت پرانا ساتھ ہے میرا اور ان کا۔ اور تبھی سے ہی سیٹھ صاحب کو بھی انسیت ہے تم سے۔۔۔"

"کوئی انسیت نہیں ہے انکو۔۔۔ پچھلے کئی سالوں سے ایسے ہی چیزیں بجھوا دیتے ہیں مگر کبھی خود آکر تو چیزیں نہیں دیں نا!" وہ گلہ کرتے ہوئے بولی۔

"بیٹی۔۔۔ ایسا نہیں کہتے۔۔۔" وہ اسے سمجھانے لگے۔

"ٹھیک کہتی ہوں بابا۔۔۔ آپ ہی دیکھیئے نا۔۔۔ محبتوں کے خلا چیزوں سے تو پر نہیں ہوتے نا؟" اس نے ان سے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ میری بچی! ٹھیک کہتی ہو۔ کل صبح واک پہ جاؤں گا تو تمھارا پیغام دے دوں گا انہیں۔۔"

"جی۔۔۔ اور کہیے گا میں بہت خفا ہو جاؤں گی اگر اب کی بار وہ مجھ سے ملنے نہ آئے۔" وہ بچوں کی طرح بولی تو عابد صاحب اسکی طرف دیکھ کر مسکرا دیئے۔

"میں نے انہیں بتایا تمہاری پروموشن کا۔۔ مبارکبار دے رہے تھے اسکی بھی۔۔۔"

****

وہ اس سے بات کرتے ہوئے، ذرا آہستہ آہستہ بول رہی تھی۔ "کیا ہو گیا ہے کاشف؟ آجاؤں گی نا! اچھا اب رکھتی ہوں۔۔۔ کوئی آرہا ہے۔۔" مسکان کو صحن کے پاس آتا دیکھ کر وہ فون رکھتے ہی مسکرائی۔

"کس سے بات کر رہی تھی؟؟" اس نے اسکا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے سوال کیا۔

"وہ۔۔۔ وہ عائشہ کا فون تھا۔۔۔ نوٹس چاہیے تھے اسکو۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے بڑی مشکل سے جھوٹ گڑھا۔

"اممم۔۔۔ اچھا۔۔۔" وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ اس سے پہلے وہ اس سے کوئی اور سوال کرتی گڑیا نے بات کا رُخ بڑی تیزی سے بدلا اور اس کے ہاتھ میں موجود تھیلے کو دیکھتے ہوئے سوالیہ بولی۔ "یہ سب کیا ہے؟؟"

"یہ! دیکھ لو۔۔" اس نے تھیلا اسکے سامنے رکھا۔ "سیٹھ صاحب نے بجھوائیں؟؟" اس نے اندازاً کہا۔

"ہاں۔۔" وہ مسکرائی۔

"قسم سے آپی۔۔۔ یہ سیٹھ صاحب کبھی دیکھنے کو مل جائیں نا! فرشتہ ہیں! فرشتہ! کب سے وہ ایسے ہی آپکے لیے چیزیں بجھواتے مگر خود آتے ہی نہیں۔۔ انہیں خود بھی تو آنا چاہیئے ناں۔۔" وہ چیزوں کو دیکھتے ہوئے مسکرائی۔

"ہاں! کہا ہے بابا سے میں نے۔ اب وہ ملنے نہ آئے تو ان سے ہمیشہ کے لیے خفا ہو جاؤں گی۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"ہاں! ٹھیک کہا آپی۔۔" وہ مسکرائی۔ "نہ بھلا کوئی سولہویں صدی میں ہیں ہم؟ یا ان سے میلوں دور ہیں؟؟" گڑیا کی بات میں وزن تھا۔

"بالکل! ٹھیک کہہ رہی ہو تم۔۔" وہ انکی دی ہوئی چیزوں کو محبت سے دیکھ رہی تھی، جن میں ایک فوٹو فریم نما ٹیبل لیمپ، ڈائری اور ایک قلم تھا۔اور ساتھ ہی ساتھ ایک انویلپ جس میں چند ہزار روپے تھے۔

"ارے واہ! پیسے۔۔امی کو نہ بتانا۔۔شاپنگ کریں گے ان سے۔۔۔" گڑیا کی خوشی کی انتہاء نہ تھی۔

"اچھا۔۔بابا۔۔ٹھیک ہے۔۔"

جاری ہے

☆☆☆☆☆☆☆

AESTHETICNOVELS.ONLINE
-Explore, Dream and Read